حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی

دوامِ حدیث — قسط نمبر ۱۸

حفاظتِ حدیث

◎

اب ایک اور اعتراض سنیے :-

"عقائد کے اختلاف سے احادیث کے صحیح وضعیف ہونے کے اختلاف کا سب سے بڑا مظاہرہ ہمارے سنی اور شیعہ جماعتوں کا وجود ہے۔ سنی حضرات کے مجموعے اپنے ہیں اور ان کا سلسلۂ روایت تابعینؒ و صحابہؓ تک پہنچتا ہے جو تعلیم ان مجموعوں میں جناب نبی اکرمؐ کی طرف منسوب کی جاتی ہے اس سے بہت ہی مختلف تعلیم احادیث کے ان مجموعوں میں ہے جو شیعہ حضرات کے پاس ہیں" [1]

شیعہ اور سنی کے اختلاف کی وجہ

شیعہ اور سنی میں جو مسائل کا اختلاف ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ ائمہ اہل بیت یعنی بارہ اماموں کو معصوم سمجھتے ہیں۔ جب کوئی مسئلہ کسی امام سے ثابت ہو جائے تو اس سے سند پکڑنا جائز سمجھتے ہیں اور اہل سنت کے ہاں اصل سند صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور امام کے متعلق ان کا اعتقاد وہی ہے جو ہر مجتہد کے متعلق ہے کہ مجتہد سے غلطی بھی ہوتی ہے اور صواب کو بھی پہنچتا ہے بعض جگہ کسی مجتہد یا امام کو حدیث نہیں ملی۔ اس نے اپنے اجتہاد سے فتوے دیا،

---

[1] مقامِ حدیث ج ا ص ۵۸، ۵۹

بعض وقت ان کا فتوے حدیث کے متصادم ہوا، سنی حدیث کی طرف چلے گئے اور شیعہ امام کے قول پر جم گئے۔ یا امام کو حدیث پہنچ گئی اور دوسرے مجتہد کو نہ پہنچی ان کا اجتہاد حدیث کے خلاف پڑگیا۔ ایسی صورت میں سنیوں میں اختلاف ہوتا ہے بعض کا فتوے ضرور حدیث کے مطابق ہوتا ہے شیعہ سنی میں اختلاف کی یہ وجہ نہیں کہ صحیح حدیثوں میں اختلاف ہے۔ کیونکہ شیعہ کے ہاں کافی کلینی جو بڑی معتبر اور مستند کتاب ہے اس میں مرفوع حدیثیں بہت کم ہیں لہذا اس کو کتاب حدیث رسول کہنا بھی درست نہیں پھر شیعہ کی کتابیں شیعہ کے ہاں بھی صحیح نہیں۔ نہ کوئی ایک کتاب ایسی ہے جس کی سب حدیثیں ان کے ہاں صحیح ہوں۔ ان کی کتابوں کی اکثر حدیثیں ان کے ہاں بھی ضعیف ہیں۔

صرف اہل سنت کے ہاں ہی حدیث کی وہ کتابیں ہیں جن کو وہ صحیح سمجھتے ہیں۔ بحث اس امر میں ہے کہ صحیح حدیثوں میں اختلاف و تضاد ہے یا نہیں؟ ہمارا دعوے ہے کہ نہیں۔ نہ محض اختلاف مذہبی۔ کیونکہ محض اختلاف تو اہل سنت کے مختلف فرقوں میں بھی ہے مگر اس کی وجہ صحیح حدیثوں کا اختلاف نہیں بلکہ اس کے اسباب وہی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اسی طرح یہاں شیعہ اور سنی کے اختلاف کی وجہ صحیح حدیثوں کا اختلاف نہیں کہ ایک حدیث سنی حضرات کے ہاں صحیح ہو مگر شیعہ کے ہاں ضعیف ہے یا شیعہ کے ہاں صحیح ہے اور سنی حضرات کے ہاں ضعیف ہے بلکہ اصل وجہ اختلاف کی یہ ہے کہ شیعہ کے ہاں غیر نبی کی بات سند ہے اور اہل سنت کے نزدیک نہیں۔ اگرچہ شیعہ کے پاس بھی حدیثیں ہیں مگر ان کے ہاں ان کو فن حدیث کی حیثیت سے جمع نہیں کیا گیا بلکہ اِدھر اُدھر سے اکٹھی کی گئی ہیں۔ اکثر وہی حدیثیں ہیں جو اہلِ سنت کے ان مجموعوں سے لی گئی ہیں جن کو اہل سنت نے تنقید کے بعد تیسرے اور چوتھے طبقہ میں داخل کیا ہے جو ہر طرح سے قابلِ عمل نہیں۔ پس شیعہ کے مجموعے حقیقت میں اہل سنت کے مجموعوں سے الگ نہ ہوئے بلکہ ان کے مجموعوں سے ماخوذ ہوتے۔

اہل حدیث نے حدیثوں کے لینے میں دھڑے بندی سے کام نہیں لیا۔ وہ ہر فرقے کی روایت لے لیتے ہیں بشرطیکہ اس کے راوی کا حافظہ اچھا ہو اور اس کی دیانت پر اعتماد ہو، باقی وہی شرائط ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ خواہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ شیعہ ہو،

خارجی ہو یا سُنّی ہو۔ اگرچہ اہل حدیث اکثر سنی ہی ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا :۔

- حدیثوں کی حفاظت محدثین کے مقرر کردہ ان قواعد سے بھی ہوتی ہے جو قرآن سے استنباط کیے گئے ہیں۔
- جامعینِ کتب نے جو حدیثیں لکھی ہیں۔ اکثر پہلے لکھے ہوئے مجموعوں میں موجود تھیں۔
- محدثین نے جو رواۃ کے متعلق فیصلے کیے ہیں وہ دیکھ سن کر تحقیق کے بعد کیے ہیں، یہ بات نہیں کہ سینکڑوں سال بعد ویسے ہی لکھ دیا ہو۔ اگر کسی اپنے سے پہلے پر جرح کی ہے، تو اس راوی کے ہم عصر علماء سے جرح نقل کی ہے نہ اپنی طرف سے۔
- بہت روایات لفظاً نقل ہوئی ہیں۔ جو روایت بالمعنے کی صورت میں نقل ہوئی ہیں ان میں اصل مطلب میں تبدیلی نہیں ہوئی۔
- محدثین نے اگر کسی حدیث کو صحیح کہا ہے تو علم کی بنا پر کہا ہے نہ ظن کی بنا پر۔ محدثین کو حدیث کی صحت کا یقین ہو جاتا تھا۔
- صحیحین (بخاری ومسلم) کی وہ حدیثیں جن پر کسی محدث نے تنقید نہیں کی۔ اجماع کی بنا پر ان کی صحت یقینی ہے، بلکہ ان کا ثبوت بھی یقینی۔ ثبوت کے یقینی ہونے کی بنا پر ان کے مضمون کی صداقت بھی یقینی ہو گئی۔

منکرینِ حدیث کی آخری گزارش یہ ہے کہ :۔

"نیا تعلیم یافتہ طبقہ دین سے بیگانہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے لیکن ان حضرات نے کبھی اس پر غور فرمایا ہے کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ چونکہ یہ حضرات عملی دنیا سے بالعموم الگ رہتے ہیں۔ اس لیے انہیں معلوم نہیں ہو سکتا کہ الحاد و بے دینی کی اس رو کا سرچشمہ کیا ہے؟ یہ حضرات ان برائیوں کا صرف اس قدر علاج کافی سمجھتے ہیں کہ اپنے مواعظ و فتاوی میں ان لوگوں کو مردود و ملعون قرار دیا جائے۔ لیکن اس سے اصلاح نہیں ہو سکتی اس سے تو مرض اور بڑھ جاتا ہے۔ مجھے ایسی جماعت سے خلا ملا کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ اس لیے میں نے ان کے ذہنی رفتار اور رجحاناتِ قلبی کا گہرا مطالعہ

کیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان میں بہتوں کے ساتھ یہ ہوا کہ ان کی فطرتِ صحیحہ نے مذہبیات کے اس حصہ سے بغاوت کرنی چاہی جو انسانوں کا وضع کردہ ہے۔ لیکن ان پر جبر کیا گیا کہ اسے بھی دینِ خداوندی سمجھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس حصہ سے بھی بغاوت کرنے لگے جو فی الواقعہ خدا کی طرف سے ہے" [1]

اس گزارش میں منکرینِ حدیث نے اپنی بات ذرا کھل کر کہی ہے کہ اصل وجہ انکارِ حدیث کی یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو علوم و فنون کی ترقی کا زمانہ ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ جن کو یورپ زدہ کہا جاتا ہے احادیث کی تعلیم کی وجہ سے قرآن سے بھی بدظن ہوتا چلا جا رہا ہے، حالانکہ وہ طبقہ بہت فہیم اور ذہین ہے۔ اگر اس کے سامنے صرف قرآن ہی رکھا جائے تو وہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے بہت سے لوگوں کو مطمئن کیا ہے۔

پس اصل وجہ جو انکارِ حدیث پر ان کو آمادہ کرتی ہے وہ یہی ہے کہ حدیث کے مندرجات سے تعلیم یافتہ لوگ تسکین نہیں پاتے۔ بلکہ الٹے قرآن سے بھی بدظن ہو جاتے ہیں، اس لیے بہتر ہے کہ حدیث کا انکار کر دیا جائے اور اس کو جزو دین نہ سمجھا جائے اور قرآن کو اپنی سمجھ سے زمانہ حال کے مطابق پھیر پھار کر بنا لیا جائے۔

پس منکرینِ حدیث کے دماغ میں یہ چیز گھس گئی ہے۔ پس اس کے ثابت کرنے کے لیے لگے کوشش کرنے۔ آخر جوئندہ یابندہ کے مصداق کے موافق کچھ نہ کچھ سواد تو ان کو ضرور ایسا مل گیا، جس سے ان کو اپنے اختیار کردہ طریق میں مدد ملی۔ مگر حدیث کو چھوڑنے اور قرآن کی تاویل میں جو انہوں نے دورنگی اختیار کی ہے وہ ٹھیک نہیں کیا، کیونکہ تاویل سے دونوں (قرآن و حدیث) دورِ حاضر اور یورپ زدہ طبقہ کے ذوق کے مطابق ہو سکتے ہیں اور بدوں تاویل دونوں میں ان کا ذوق ٹکر کھاتا ہے۔ اس لیے آپ نے قرآن کے سمجھنے کے بارے میں جو رویہ اختیار کیا ہے اور لکھا ہے۔

" میں نے صرف یہ کیا ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر خود قرآن سے اور اس کے عملی اسوہ رسول سے جو خود قرآن کے اندر موجود ہے ان کے سامنے رکھ دی اور اس کے بعد بتا دیا کہ جو نظریہ یا قول خواہ زمانہ جدید سے متعلق ہو یا قدیم سے جو اس کسوٹی پر پورا نہ آئے

[1] مقام حدیث۔ ج ا۔ ص ۸۵۰۸۴

وہ کبھی حقیقتِ ثابتہ نہیں ہو سکتا۔ حقیقت صرف یہی ہے اور یہی دین ہے"۔ [1]

اس کے بعد اپنی سمجھ پر یقین بھی نہیں کیا چنانچہ لکھا ہے:۔

"یہ وہ بصیرت ہے جو مجھے قرآن سے حاصل ہوئی ہے میں اپنے فہم قرآن کو کبھی سہو و خطا سے مبرا نہیں سمجھتا"

یہ انصاف نہیں بلکہ ظلم صریح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کو تو اپنی سمجھ سے حل کرنے کی کوشش کی جس کے متعلق یقین نہیں کہ صحیح ہو بلکہ ظنی اور شکی ہے۔ مگر احادیث کو اس لیے رد کر دیا کہ وہ یقینی نہیں ظنی ہیں۔ اگر آپ کا فہم (جو سہو و خطا سے مبرا نہیں) اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ وہ احادیث سے زیادہ مفید اور اطمینان بخش ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر آپ اپنے ظن سے احادیث کو (جو آپ کے خیال میں ظنی ہیں) اپنے فہم سے سمجھنے کی کوشش کریں گے تو وہ بھی آپ کو قرآن کی طرح حقیقتِ ثابتہ ہی نظر آئیں گی مگر یہ بے انصافی ہو گی کہ قرآن کو سمجھنے میں اپنے ظنی فہم سے مدد لے کر لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرنا اور حدیث کو اپنے ظنی فہم سے محروم کرنا حالانکہ آپ کے قول کے مطابق حدیث بھی ظنی ہے اور آپ کا فہم بھی ظنی ہے۔ ان دونوں میں ایک قسم کی مناسبت بھی ہے بخلاف قرآن کے وہ چونکہ یقینی ہے اس لیے اس کو یقینی ہی رہنے دینا چاہیے اور اس کی تفسیر میں ایسے مواد استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو یقین پیدا کرے۔ آپ کی مثال تو ایسی ہے ——— تیلی بھی کیا اور روکھا بھی کھایا ——— حدیث سے تو اس لیے انکار کر رہے تھے کہ دین یقینی ہونا چاہیے اور حدیثیں ظنی ہیں مگر قرآن کو جو یقینی ہے اپنے فہم کے شکنجے میں دبا کر اس کے یقینی ہونے کا کچھ مر لگا کر ظنی بنا دیا کیونکہ دین کا تعلق تو مفہوم سے ہوگا جب مفہوم ظنی ہو گیا تو دین ظنی ہو گیا۔

ع۔ چہ نسبت یاراں طریقت بعد ازیں احوال ما

اصل میں آپ حدیث کے دین نہ ہونے کے بارے میں جو کچھ لکھ رہے ہیں اس کی اصل وجہ یہی ہے جو آپ نے آخری گزارش میں ذکر کی ہے باقی ظنی وغیرہ کا جھگڑا ایک ضمنی اور تبعی چیز ہے اگر حدیثیں بھی نوجوان طبقہ کی تسلی فراہم کرنے میں آپ کی مدد کرتیں تو آپ ظنیت کی بنا پر ان سے

---

[1] مقام حدیث۔ ج ا ص ۸۵

احتراز نہ کرتے (کیونکہ ظنی فہم سے تو آپ دین میں دخل اندازی کے قائل ہیں) بلکہ حدیث کے استعمال میں پیش پیش ہوتے اور حدیث کے ظنی اور محرّف ہونے اور ان میں عجمی سازش کا کھوج نکالنے کی کوشش نہ کرتے بلکہ یہ کہتے کہ یہ باتیں جو حدیث کے مرتبہ کو کم کرتی ہیں عجمی سازش کا نتیجہ اور شیاطین یورپ کے وساوس کی پیداوار ہیں ورنہ حدیث اپنی جگہ قطعی اور یقینی ہے۔ اس میں معارف وحقائق کے دریا بہ رہے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی صحیح تفسیر اسی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے بیان کردہ معانی سے تسکین ہوتی ہے۔ ورنہ ہر شخص اپنے فہم میں خواہ کتنا ہی یکتا کیوں نہ ہو قرآن کے مطالب حل کرنے میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تسکین نہیں پاتا مگر آپ کو حدیث میں کچھ ایسی باتیں نظر آئیں جو آپ کی دانست میں زمانہ حال کے خلاف تھیں اس لیے آپ خلاف ہو گئے۔

پس ہم کو بھی چاہیے کہ آپ کی اس گزارش کی طرف توجہ کریں اور اپنی سمجھ کے مطابق آپ کی خدمت کریں۔ یہ شبہ جو ہم نے منکرین حدیث کی طرف سے نقل کیا ہے ہر جگہ حدیث کا سرسری مطالعہ کرنے والوں کے دماغ میں چکر لگاتا ہے بلکہ مدت سے کھا رہا ہے۔ اس کا اثر مختلف شکلوں میں نمودار ہوتا رہتا ہے۔

اس شبہ کے اثرات

- دین تسلی بخش چیز نہیں تسلی کے لیے کوئی اور راہ اختیار کرنی چاہیے۔ وہ دہریت ہے یا کوئی اور مسلک۔
- انبیاء کی باتیں ظاہری ہوتی ہیں۔ ان کا مقصد عوام کو تسلی دینا ہوتا ہے۔ ان کی بنا حقیقت پر نہیں ہوتی۔ باطنی گروہ کا یہی خیال ہے۔
- دین ایک وقتی چیز تھی اس واسطے اس کی حفاظت نہیں ہوئی۔ پس اس وقت تسلی کے لیے کسی اور نبوت کی ضرورت ہے خواہ ظلی یا بروزی ہو۔
- حدیثیں عصری علوم کے خلاف ہیں اس لیے ان کے انکار کر دینے میں ہی خلاصی ہے۔
- حدیث کا بالکلیہ انکار تو مناسب نہیں کیونکہ اس میں مفید باتیں بھی ہیں۔ پس ان کے انکار اور تسلیم کے لیے ایسا قانون بنایا جائے جو حسب موقع جہاں چاہا چسپاں کر دیا تاکہ ایسی

احادیث سے خلاصی حاصل کر لی جائے ، وہ قاعدہ یہ ہے کہ جو حدیث دینی مزاج کے مطابق ہو وہ ٹھیک ہے اور جو دینی مزاج کے خلاف ہو وہ غلط ہے اور اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے مزاج رسولؐ کی شناسائی کا ملکہ ہونا چاہیے ۔ پس مزاج شناسائی کے ملکہ کے بعد پھر سند کی چنداں ضرورت نہیں رہتی ۔ ایک منقطع اور ضعیف حدیث کو صحیح کہہ دینا اور صحیح السند کو موضوع قرار دینا اس کو جائز ہوتا ہے ۔

○ تاویلیں کر کے حدیثوں کو درست کرنا ۔

آخری گروہ حدیث کے منکرین میں داخل نہیں کیونکہ تاویل ایک جائز امر ہے مگر اس کے لیے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے اور علوم حاضرہ کا حدیث کے ظاہری معنے کا مخالف ہونا اس امر کا قرینہ ہے کہ حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں ۔

(باقی آئندہ)

اعلان

چونکہ پچھلے ہمارا شمارہ میں اور اس سے پیشتر شمارہ میں اکثر مضامین خود مدیر اعلیٰ کے قلم سے تھے جنہیں وقت کی ضرورت کے مطابق لکھا گیا تھا اس بنا پر کئی دوسرے اہم مضامین شامل اشاعت ہونے سے رہ گئے ۔

بنابریں اس دفعہ مدیر اعلیٰ کے قلم سے "سفر حجاز" اور دیگر مضامین ملتوی کیے جا رہے ہیں جو اگلے شمارہ میں شریک اشاعت ہوں گے ۔ ان شاء اللہ

(ناظم ادارہ)